بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کس زباں سے حمدِ خالق ہو ادا — بندۂ عاجز کجا خالق کجا
ایک لفظ کُن سے پیدا کر دیا — سارے عالم کو ہویدا کر دیا
خاک کو پانی پہ قائم کر دیا — بار پھر کوہِ گراں کا دھر دیا
جن و انساں اور ملک پیدا کیے — چاند سورج اور فلک پیدا کیے
ہیں مخالف چار عنصر پر ملا — ربط باہم اُن میں خالق نے دیا
جسم کو حکمت سے پھر پیدا کیا — روح کو قالب پہ پھر شیدا کیا
آدمؑ و حواؑ کو پھر ظاہر کیا — باغِ جنّت اُن کے رہنے کو دیا
اکلِ گندم سے پھر بربادی ہوئی — آگئے دنیا میں آبادی ہوئی
عابد و ابرار و زاہد متقی — نسلِ آدمؑ سے ہوئے صدہا نبی

نعت حضرت سرورِ کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ

کر رقم اب نعت شاہِ انبیا — خاتم جن پر نبوت کا ہوا
نام ہے جن کا محمدؐ مصطفےٰ — ہیں حبیبِ خالقِ ارض و سما
باعثِ ایجادِ عالم مصطفےٰ — نورِ ایماں فخرِ آدمؑ مصطفےٰ

رحمت خلاق نور کبریا / مظہر آیات و اسرار خدا

انبیائے سلف کے پیشوا / رائج اسلام ہادی رہنما

آپ پر نازل ہوا قرآن بھی / جو ہمارا دین ہے ایمان بھی

معجزہ معراج کا مشہور ہے / عقل انساں جس جگہ مجبور ہے

مدح اصحاب رسول مقبول

وہ صحابی ہیں رسول اللہ کے / جنکی پیش حق ہیں اعلے مرتبے

تھے جو انصار و مہاجر نیکنام / رحمت خالق ہو ان پر صبح و شام

تھے وہ غازی اور نمازی متقی / نصرت اسلام کی اور جان دی

مدح حضرت علی مرتضی علیہ السلام

اے قلم اب مدح کر اس کی رقم / ہے جو شاہ اولیا والا ہمم

سلسلہ جن سے ولایت کا ہوا / ہے لقب ان کا علی مرتضی

سرکشوں کو جس نے حیراں کر دیا / کفر کی بستی کو ویراں کر دیا

زلزلہ ملک عرب میں پڑ گیا / سر کیے کفار کے تن سے جدا

ان کے فاتح ہیں علی با زیب و زیں / خیبر و خندق احد بدر و حنین

خانہ کعبہ میں جو پیدا ہوا / مہد میں اژدر کو دو ٹکڑے کیا

راہ میں سائل ہوا اک آشکار / بخش دی فی الفور اونٹوں کی قطار

طاعت حق میں انگوٹھی کی عطا / شان میں آیا ہے جنکے ہل اتی

حکم خالق سے وصی اپنا کیا / احمد مرسل نے با صدق و صفا

بستر احمد پہ با حکم خدا / سو گیا بے خوف شیر کبریا

مثل ان کا کون ہے بعد از نبی / کیا بیاں ادنی سے ہو وصف علی

نسل سے ان کے ہوئے گیارہ امام / متقی ہادی سخی ذی احترام

بارہواں وہ ہے امام پیشوا ۔
غیبت کبریٰ ہے جسکا واقعا

منقبت حسین ابن علی علیہ السلام

منقبت لکھتا ہوں اس مظلوم کی
کربلا میں جس کی دولت لٹ گئی ۔

میرا آقا ہے حسینؑ ابن علی
حالِ دل میرا ہے اس پر منجلی

عرض ہو اب یہ مری مولا قبول
کربلا پہنچے کہیں پھر دل ملول

آپ ہیں فرزند زہرا و علی
ہاشمی عالی نسب جانِ نبیؐ

آپ ہیں کانِ سخا جود و کرم
آپ ہیں اہلِ علا والا ہمم

آپ سا آقا ہو جس کا وہ غلام
مبتلائے غم رہے ہر صبح و شام

زندگی اب تو مری برباد ہے
یا حسینؑ ابن علیؑ فریاد ہے ۔

ہو مرا بستر بھی خاکِ کربلا
اور مدفن ارضِ پاکِ کربلا ۔

خاتمہ بالخیر ہو ہے یہ دعا
آپ پر ظاہر ہے باقی مدعا

ذکر اعلیحضرت بندگان عالی متعالی والی حیدرآباد دکن دام اللہ ملکہ واقبالہ

شہر ہے یہ حیدرآباد دکن
جمع ہیں یہاں ہر طرح کے اہلِ فن

شہر بھی وہ شہر جو گلزار ہے
مثل غنچے کے ہر اک بازار ہے

دو برس میں کچھ کا کچھ نقشہ ہوا
بن گئے ہیں قصر شاہی جابجا

ذکر گر میں اک عمارت کا کروں
ایسی ایسی مثنوی نو دس لکھوں

بندگانِ عالی گردوں اساس
والیِ ملکِ دکن جوہر شناس

پاک طینت نیک عادت ذیوقار
ہے لقب ان کا حضور نامدار

عدل سے ان کو ہمیشہ کام ہے
میر عثمان علی خان نام ہے

خوش ہے خلقت راحت و آرام سے
سکۂ و خطبہ ہے ان کے نام سے

ہے قصاص و قید کا سب اختیار
فوج ہے باقاعدہ اور ہوشیار

ماہران جنگ بھی سب دنگ ہیں
فوج کے کرنل سر افسر جنگ ہیں

اور اے ڈی سی سے بھی ہیں نامدار
خیر خواہ سلطنت اور جاں نثار

حکمرانی اس سے ظاہر صاف ہے
کامل ہر علم و فن اسٹاف ہے

قدر علم و فن کی ہے اک یہ دلیل
ہیں حضوری میں جلیل احمد جلیل

ہے فلاح ملک بھی پیش نظر
شاہ ہے بیدار دیواں باخبر

سب رعایا مطمئن دل شاد ہے
کوسوں میلوں شہر یہ آباد ہے

رات دن بجلی ہیں ہر اک راہ میں
سیکڑوں موٹریں اور سیکلیں

ڈاکخانے ہیں صدہا مدرسے
خاص بلدہ میں ہیں اکثر محکمے

روشنی بجلی کی ہے اس کے سوا
نل بھی پانی کے ہیں جاری جابجا

زیر تعمیر اک نیا تالاب ہے
واقعی بے مثل ہے نایاب ہے

قدرداں ہے شاہ اور جوہر شناس
معدن علم و سخا گردوں اساس

یا الہی تا ابد قائم رہیں
شاہ با ملک و حشم دائم رہیں

ذکر دیوان دکن

اے قلم اب وصف دیواں کر رقم
مختصر دس پانچ بیتیں کم سے کم

ذی حشم یوسف علی خاں نامدار
صاحب جود و عطا عالی تبار

عادت و خلقت میں ہے دادا کا رنگ
ہے خطاب حد انہیں سالار جنگ

نیک عادت نیک خصلت نیک ذات
ہیں یہ دیوان دکن والا صفات

خاندانی ہیں ہمیشہ کے امیر
ہیں وزیر ابن وزیر ابن وزیر

روشنی ہے خلق میں یا مہر گر
شاہ ہے شمس الضحیٰ اور یہ قمر

افتخار حیدرآباد دکن
قدردان ماہر علم و فن

میں دعا کرتا ہوں سب آمین کہیں
نکلیں ارماں دل میں جو سب کے ہیں

ذکر معین المہامی و دیگر عہدہ داران و امراء

پانچ ہیں اس ملک کے نامی وزیر
لائق و فائق ہیں سب نام خدا
مختصر ان کا بیاں کرتا ہوں میں
باخبر نواب فخر الملک ہیں
کوتوالی اور عدالت کے وزیر
عادل و منصف مزاج و بردبار
آپ کی چھ لاکھ کی جاگیر ہے
خدمت و منصب ہے اور جاگیر ہے
نامور سر ٹگلیسی باوقار
ہیں فینانس کے وزیر نیک نام
جو امور مذہبی کے ہیں وزیر
اقربائے شاہ سے ہیں بالیقیں
نامور نامی ولی الدین خان
صیغۂ افواج کے ہیں یہ وزیر
اسم عالی ہے تلاوت پاک ذات
ہیں وزیر پنجمی یہ نامدار
ہیں یہ صاحبزادہ والا شان
ہے صفائی اور تعمیرات سب
معتمد بھی پانچ ہیں اس کے سوا
مال کا صیغہ بھی ہے سب میں بڑا
جس سے واقف ہے ہر اک برنا و پیر
نام زد ہر اک کے ہیں صیغے جدا
نام اور عہدہ عیاں کرتا ہوں میں
نامور نواب فخر الملک ہیں
تجربہ میں فرد دانش میں شہیر
ہیں امیر ابن امیر نامدار
اور عملہ صاحب تدبیر ہے
ہیں سخی فیض ان کا عالمگیر ہے
تجربہ کار و عقیل و ہوشیار
مقتدر عادل مدبر با کلام
وہ مظفر جنگ نامی ہیں امیر
کیبنٹ کونسل کے تھے رکن رکین
خاندان ان کا ہے مشہور جہاں
ورثہ داری پائیگاہ بے نظیر
جزو آخر ہے علی والا صفات
اور نظیر اپنی ہیں خود یہ باوقار
ذی خرد فاضل مدبر خوش بیاں
ان سے وابستہ طبابت بھی ہے اب
اک بڑا دفتر ہے ہائی کورٹ کا
اس کی پھر شاخیں بھی ہیں بے انتہا

پیشکار شاہ جو دلشاد ہیں ۔ وہ مہاراجہ کشن پرشاد ہیں
خدمت بالا کی سنلو ماہوار ۔ سکہ محبوبیہ ہیں چھ ہزار
ان کی اب چھ لاکھ کی جاگیر ہے ۔ جس میں شامل خلق کی تقدیر ہے
خاندانی رازدار مملکت ۔ خیرخواہ و جاں نثار مملکت
ہے جو عرضی خاص پر فضل احد ۔ رائے مرلیدھر ہیں اس کی معتمد
انتظامی مادہ ہے لاجواب ۔ تجربہ کار اکمل علم حساب
پاک سب جھگڑوں کو یکسر کر دیا ۔ مثل آئینہ کے دفتر کر دیا
ان کے بحر فیض سے دریا خجل ۔ ذی خرد محتاط منصف رحمدل
کچھ محاصل میں نہیں ہے اختصاص ۔ ہے کروروں کا علاقہ صرف خاص
مثل صوبہ کے محاصل اسکا ہے ۔ صرف حبیب خاص حاصل اسکا ہے
ساٹھ انسٹھ لاکھ کی ہے پائیگاہ ۔ جو کہ ہے اب زیر نگرانی شاہ
تین حصوں میں اسے کر لو شمار ۔ اک ولی الدین خاں ہیں ورثہ دار
دوسرے صاحب معین الدین خاں ۔ رحمدل فیاض مشہور جہاں
تیسرے نواب لطف الدین خاں ۔ ورثہ دار پائیگہ ہیں ہمگیاں
ہیں امیروں میں بہت یہ نامور ۔ خان خانان بہادر خوش سیر
صاحب جاگیر زہد و اتقا ۔ ان پہ فیاضی کی ہے بس انتہا

سبب تصنیف

دل کے بہلانے کو لکھی یہ کتاب ۔ کیا عجب حاصل جو ہو اجر و ثواب
واقعہ اپنا کروں کیا عرض حال ۔ فرط غم سے اس کا کہنا ہے محال
مجھ کو خالق نے دئے فرزند تین ۔ سب تھا خوش خلق و دانشور متین
ان میں جو چھوٹا تھا کنو نام تھا ۔ مجکو ان سب میں اسی سے کام تھا

نام تاریخی بھی تھا اختر حسن ۔۔۔ سارے بچوں سے نرالا تھا چلن

عمر بارہ سال کی تھی گو قلیل ۔۔۔ عقل میں اخلاق میں تھا بے عدیل

سامنے میرے مرا دم توڑ کر ۔۔۔ چل بسا جنت میں مجھکو چھوڑ کر

لڑکیاں دونوں جواں تھیں مر گئیں ۔۔۔ دل کو زخمی گھر کو ویراں کر گئیں

دو برس میں سب یہ ویرانی ہوئی ۔۔۔ در بدر پھر پھر کے حیرانی ہوئی

رات دن اس غم میں بس رہتا ہوں میں ۔۔۔ دل پہ داغ ہجر کو سہتا ہوں میں

دل کی حالت کو بتاؤں کس طرح ۔۔۔ داغ دل اپنا دکھاؤں کس طرح

چرخ کج رفتار نے کر کے ستم ۔۔۔ آنکھ کو رونا سکھایا دل کو غم

اندرونی غم سے یہ حالت ہوئی ۔۔۔ درد سر کی رات دن عادت ہوئی

درد سر آخر میں چکر ہو گیا ۔۔۔ انتظام عقل ابتر ہو گیا

کان بھی اک دفعتاً بہرہ ہوا ۔۔۔ ہے قدم اب ضعف سے ٹھہرا ہوا

زندگی سے اپنی میں بیزار ہوں ۔۔۔ زخم دل سے عاجز و ناچار ہوں

خار غم دل میں کھٹکتا ہے بہت ۔۔۔ قلب مضطر اب پھڑکتا ہے بہت

رنج سے مجھکو نہ کوئی کام تھا ۔۔۔ مشغلہ ہنسنے کا صبح و شام تھا

ہر گھڑی دل عیش سے گلزار تھا ۔۔۔ رونا ماہ غم میں بھی دشوار تھا

ہے مرے عصیاں کی یہ ساری سزا ۔۔۔ واقعہ جو صاف تھا وہ کہہ دیا

ذکر علماء اعلام بلگرام

ایک قصبہ ہے بنام بلگرام ۔۔۔ خطۂ یونانیاں ہے لاکلام

عقل میں اور علم میں تھا بے نظیر ۔۔۔ جانتے تھے کل ہنر برنا و پیر

نامور عالم تھے آزاد و جلیل ۔۔۔ جن کی تصنیفات ہیں سب بے عدیل

مولوی تھے ایک آزاد علی ۔۔۔ عالم و فاضل نمازی متقی

عالم و زاہد طبیب و منطقی
سید احمد حسن گردوں جناب
عِلم مجلس میں تھے یکتائے زماں
تھے رئیس وقت یہہ ذی احترام
صاحبِ اخلاق بھی دل شاد بھی
تھے چچا ان کے علی تھا جن کا نام
صاحب ثروت تھے یہ عالیجناب
عالم و فاضل تھے مشہور جہاں
ذیل میں جو کچھ بیاں کرتا ہوں میں
مولوی سید علی جنت مقام
عربی۔ انگلش۔ فرنچ و مرہٹی
ان کو تھا مرغوب علم سنسکرت
اور لاطینی و بنگالی زبان
تھی مہارت ان کو ہر اک علم میں
آفتاب علم تھے یہہ بے گماں
سید احمد سا نامی روزگار
قدر سا شاعر ہوا پیدا یہاں
احمد نانک ہوئے پیدا یہاں
سید حسن علی نیک ذات
حیدر آباد دکن کے عہدہ دار
اسم نامی جنکا ہے سید امیر

اسم نامی مولوی سید تقی
منشی و فاضل مقرر لاجواب
تھے تدبر میں یہہ مشہور جہاں
فخر ہتیم بلکہ فخر بلگرام
تھے پھوپھا بھی مرے اور استاد بھی
اور حسن تھا جن کا ثانی لاکلام
تھا کتب خانہ بھی ان کا لاجواب
ایسی فردیں خلق میں ہیں اب کہاں
بعد تحقیق اب عیاں کرتا ہوں میں
جانتے تھے دس زبانیں لاکلام
ترکی و تازی زبانِ فارسی
جانتے تھے خوب علم سنسکرت
تھے یہہ ان علموں کے عالم بیگماں
تھے نظیر اپنا یہہ علم و حلم میں
ایسے سیارے زمیں پر ہیں کہاں
جنکے تصنیفات بھی ہیں بیشمار
جانتے ہیں جنکو سب پیر و جواں
علم موسیقی میں مشہور جہاں
صاحب جود و کرم والا صفات
افسر صدر عدالت ذی وقار
اور حسن ہے نام کا جز و اخیر

میرے ماموں تھے بہ اصل بلگرام
تھے مددگار عدالت نیکنام
بعض ان میں پیر تھے بعضے جوان
چل بسے یہہ سب کے سب سوئے جناں

قصہ سید دلیر علی بلگرامی

چار کنبے ہیں ز نسل صغروی
سید بدلے بنی ہاشم زئی
اور خلیل نسل نامور اعلے مقام
تھے رئیس وقت یہہ سب نیک نام
نسل ہیتیم تھی زیادہ اسقدر
اک محلہ میں نہ تھی سب کی گزر
اس قدر کثرت سے نسل انکی بڑھی
منڈئی آباد آخر میں ہوئی
نسل سے ہیتیم کے تھے اک ذی وقار
نام تھا سید دلیر نامدار
تھے یہہ باڈی گارڈ صوبہ خوش سیر
تھی رئیس وقت کی اچھی نظر
سات سو تھے بلگرامی لاکلام
ہوگئے وہ مرشد آبادی تمام
مختصر یہہ ہے لڑائی جب ہوئی
فوج کی ان پر چڑھائی جب ہوئی
خون تھا سب ایک تھے اکثر جوان
کیا کروں ان کی شجاعت کا بیان
ہوگئے حق نمک سے سب ادا
سات سو نے جان کی اپنی فدا
جب خبر پہونچی یہہ سوئے بلگرام
ٹوکرے دو بھر گئے نتھ سے تمام

باعث ویرانی بلگرام

حال موجودہ بیاں کرتا ہوں میں
حالت قصبہ عیاں کرتا ہوں میں
کچھ بشوق نوکری باہر گئے۔
کالرہ طاعون سے کچھ مر گئے
مختلف شہروں میں ہیں کچھ نیک نام
ہیں بہت پورب میں اہل بلگرام
سب میں ہے حب وطن اب بھی ضرور
گو وطن سے منزلوں رہتے ہیں دور
پوچھنے گچھنے کی عادت ہے ضرور
ہموطن سے اپنے الفت ہے ضرور
سخت قصبہ اس سبب سے سو گیا
جو گیا جس جا وہیں کا ہو گیا

ذکر مولوی سید حسین نواب عماد الملک بہادر بلگرامی

نامور باقی ہیں جو اہل کمال ۔ مختصر لکھتا ہوں اب کچھ انکا حال
مولوی سید حسین ذی وقار ۔ معدن علم ادب عالی تبار
صاحب اقبال و ہمت کے دھنی ۔ علم سے سینہ قوی اور دل غنی
کونسل لندن کے بنے رکن رکین ۔ تھے وزیر ہند کے یہ ہمنشین
اس سے پہلے کس کو یہ رتبہ ملا ۔ پایا یہ عہدہ کسی نے کب بھلا
جاہ و حشمت کے یہ ہیں ماہ منیر ۔ ہیں یہ دیوان دکن کے اب مشیر
ان کو خالق نے کیا ہے باوقار ۔ علم انگریزی میں ہیں کھرے نامدار
ہر صفت داخل ہے ان کی ذات میں ۔ مثل اپنا خود ہیں یکہ ہر بات میں
ختم کرتا ہوں بیاں اس بات پر ۔ ہے ترقی ختم ان کی ذات پر
چار ہیں فرزند ان کے نامدار ۔ صاحب خلق و مروت ذی وقار
سید ہاشم ہیں زین العابدین ۔ اور عقیل نامور دانا متین
سب سے چھوٹے ہیں سید مہدی حسین ۔ جنمیں ہے خلق حسن خوئے حسین
سب کے سب عہدوں پہ ہیں ذی احترام ۔ ان میں ہیں دو محسن ہیں میرے لاکلام
تین ہیں بھائی بھی ان کے نیک نام ۔ ایک بدرالدین ہیں ذی احترام
دوسرے سید محمد نامدار ۔ تیسرے سید حسن والا تبار
علم کی دولت سے ہیں سب بہرہ مند ۔ خوبیاں ان کی ہیں خلقت کو پسند
ایسے نامی خلق میں ہوتے ہیں کب ۔ ہیں وظیفہ یاب سرکاری یہ سب
علم ہے میراث ان کی لاکلام ۔ لڑکیاں لکھی پڑھی اور نیک نام
علم انگریزی و اردو و فارسی ۔ ہے زباں انگلش بھی گویا مادری

ذکر کمال دیگر اہل بلگرام موجودہ

حافظ عبد الجلیل نامدار
ساکن بابصرہ عالی تبار
ناظم تاریخ یکتائے زماں
بلگرامی منشی سید علی
منشی بے مثل خوش تقدیر ہیں
مال و زر جو کچھ ہے خالق کا دیا
ان کی سب اولاد بھی خوشحال ہے
ان کے اک فرزند ہیں سید امیر
ہیں وہ بیرسٹر ولایت کے بی اے
صاحب اخلاق و ذی جود و سخا
سید احمد علی نیک ذات
قوم کے دل سے سدا ہمدرد ہیں
کیا کروں ان کی طبابت کا بیاں
ان کو خالق نے دیا دست شفا
ہے مطب ان کا نہایت دلپذیر
اک دواخانہ بھی ہے ان کا کھلا
سب کے مسکن کا یہ ہے پورا پتا
جشن سا شاعر ہے موجود جہاں
مولوی سید حسن ہے ان کا نام
صاحب علم و ہنر ہیں نیک ذات
اسم ہے سید وزیر نامدار

بلگرامی نامور عالی تبار
شاعری بے مثل والاقرب
تجربہ کار و مقرر خوش بیاں
ہے حسن کا لفظ جزو آخری
کلبہ پرور صاحب تدبیر ہیں
قوت بازو سے خود پیدا کیا
عقل کی دولت سے مالامال ہے
اور علی ہے اسم کا جزو اخیر
امتحاں دو تھوڑی مدت میں دیئے
خلق کے ہمدرد ہیں بے انتہا
منجھلے یہ فرزند ہیں والا صفات
علم و حکمت میں ہیں یہ نامی فرد ہیں
ہیں یہ جالینوس بقراط زماں
جو گیا ان تک بر آید مدعا
خلق میں ممدوح ہیں یہ بے نظیر
رات دن تقسیم ہوتی ہے دوا
حیدر آباد دکن دار الشفا
مانتے ہیں جنکو سب پیر و جواں
بلگرامی ہیں یہ شاعر لاکلام
نام سے ظاہر ہیں خود خلق و صفات
جزو آخر ہے حسن عالی تبار

عالم و زائر ہیں جیسے عالیجناب
خلق پر احساں ہیں ان کے بیحساب

باہر انگلش وظیفہ خوار ہیں
بلگرامی ہیں جیسے نمبردار ہیں

ذکر کمال مولوی سید شاکر علی صاحب

سید شاکر علی والا صفات
باکمال و ذی لیاقت و نیک ذات

میرے ہم مکتب بھی ہیں اور ہم سبق
ہو گئے یکجا یہاں بھی شکر حق

ابتدائے عمر سے تا انتہا
آجتک رنجش نہ کچھ جھگڑا ہوا

نیک ہیں نامی ہیں خوش اوقات ہیں
یار ہیں کے سید السادات ہیں

خوشنویسی میں نظیر انکا نہیں
ایسے اکمل خلق ہوتے ہیں کہیں

ایک ہی چاول پہ سورہ حمد کا
لکھدیا از ابتدا تا انتہا

ہسٹری پوری ہے انگلستان کی
خوشخطی ہیں اور صنعت میں لکھی

برگ و شاخ و طائر و بیخ و شجر
ہے عبارت میں یہ سب پیش نظر

شجرہ خاندان مصنف

میں بھی ہوں از ساکنان بلگرام
سید صغرا ہے میرے جد کا نام

اسم ہے سید محمد نامدار
عرف ہے مشہور صغرا ذی وقار

نام ہے وارث حسین خاکسار
ہفتمی کنبہ میں ہے میرا شمار

مختصر شجرہ بیاں کرتا ہوں میں
خاندان اپنا عیاں کرتا ہوں میں

بدر دین [1] و تیم [2] صدر جہاں [3]
صادق [4] عالی نسب شیریں بیاں

قطب [5] عالم دلنواز [6] خوش سیر
حشمت [7] و ذات علی [8] والا گہر

میرے پردادا تھے عالم باعمل
جنکے تقوی میں نہ تھا مطلق خلل

تھے رئیس وقت بھی سردار بھی
متقی بھی زاہد و ابرار بھی

تھی قصائد میں جو اک ان کی کتاب
تھی فضائل میں علی کے لاجواب

ذکر جد امجد مصنف

جد مرے تھے باکمال و بے نظیر
جانتے ہیں اون کو سب برنا و پیر

نام ہے اُن کا ظہور[1] نامدار
جزو ثانی ہے محمد باوقار

کم سنی میں مر گئے اِن کے پدر
خوف دشمن سے پھرے یہ دربدر

مرشد آباد آ کے آخر دم لیا
ہیتھی کنبہ نے ساتھ انکا دیا

پرورش پا کر ہوئے جب یہ جوان
بیلی صاحب ناگہاں آئے وہاں

خط بہت اچھا تھا نوکر رکھ لیا
کام منشی کا سپرد ان کے کیا

صاحب والا مناقب خوش صفات
تھے رزیڈنس اودھ یہ نیک ذات

پھر ملی اِن کی بدولت جائداد
دل ہوئے سب دوستوں کے شاد شاد

دوسرے لوگوں کے جو قبضے میں تھی
ناتکار جد بھی سب واپس ملی

نام ہے والد کا میر مرتضےٰ
جا بسے جنت میں وہ عرصہ ہوا

مالک منبر تو میرے نام ہے
پر مجھے اُس سے نہیں کچھ کام ہے

ہے وکالت سے مری کافی گذر
اسلیے وارث ہے اُس سے بے خبر

ذکر قرابت سسرالی مصنف

میری شادی لکھنؤ میں جب ہوئی
کیا کہوں میں اپنے والد کی خوشی

تھے علی اصغر وکیل نامدار
شہر میں مشہور تھے یہ ذیوقار

میر نواب اُن کا عرفی نام تھا
نیک تھے نیکی سے ان کو کام تھا

تھے پدر ان کے جو سید مصطفےٰ
مال و زر خالق نے سب کچھ تھا دیا

صاحب تالیف[2] تھے یہ ذی وقار
علم کا تھا مشغلہ لیل و نہار

ذی مروت نیک خو صاحب حشم
تھے یہ سرکاری وکیل محترم

ان کی پوتی سے مری شادی ہوئی
لکھنؤ میں خانہ آبادی ہوئی

[2] اعمال الصالحین ۱۲

ذکر خاندان ازدواج فرزندان

اب جو باقی ہیں مرے فرزند دو / ہے بڑے کا نام [illegible]
اور چھوٹے کا وراثت نام ہے / اب انہیں ہے [illegible] کام [illegible]
شادیاں کر کے ہوا ہیں شاد کام / ہے بہو پھوپی زاد [illegible]
ہے مری بیوی بھتیجی طاعت گذار / اسکے جد کا ہے قبیلہ [illegible]
گو رسول آباد میں ددھیال ہے / بلگرام نامور ننھیال ہے
سید ہادی ہیں جد نامدار / اور غنی حیدر پدر ہیں ذوالفقار
اس کا بھائی بھی بہت ہوشیار ہے / آدھے قصبہ کا وہ نمبردار ہے
عرف پیارے ہے رتی حیدر ہی نام / شغل اس کا ہے کتب بینی مدام
اور بڑی ہے لکھنؤ کی باتمیز / میری سسرالی قرابت کی عزیز
باپ تھے سید حسین نامدار / سید میرن تھے نانا ذی وقار
اس کے نانا ہیں مثال آفتاب / شہر میں مشہور نامی لاجواب
قوم کے سید محمد نام ہے / ہر طرح پیران کا نیک انجام ہے
ہے محلہ ایک مفتی گنج کا / لکھنؤ میں ہیں یہ کافی ہے پتا

ذکر قیام حیدرآباد دکن

شوق تھا مجکو عدالت کا بہت / ولولہ سا تھا وکالت کا بہت
لکھنؤ میں امتحاں پہلے دیا / قصد پھر سوئے دکن مینے کیا
ہیں غلام سید عالیمقام / ان کے گھر میں ہی ہوا میرا قیام
ہم وطن ہیں یہ میرے بھائی یہاں / عرف میں کہتے ہیں سب سید میاں
جنکے والد کا ہوا مذکور ہے / نام ان کا بھی بہت مشہور ہے
سید مومن علی پاک ذات / اون کے ہیں فرزند جمیع الصفات

ہے جو ایرانی گلی اک نیک نام / اوس محلہ میں ہوا میرا قیام

سربرآوردہ ہیں اک عالم یہاں / شہرۂ آفاق ہے نام و نشاں

صاحبِ اخلاق و عابد متقی / مولوی عالم سخی سید نقی

درس ہے تدریس وعظ و پند ہے / معتقد ہر ایک دولتمند ہے

خیر ہے دلمیں سدا ہمدرد ہیں / نیک باتوں میں ہیں یکتا فرد ہیں

بُرد بار و خوش مزاج و خوش صفات / مخزن علم و فقیہ نیک ذات

کہہ چکا جو جو مدد جنسے ملی / شرع میں مجکو مدد ان سے ملی

مشغلہ قانون کا جاری کیا / امتحاں میں نے وکالت کا دیا

فضلِ خالق سے ملی مجکو سند / غیب سے ہونے لگی پھر تو مدد

پھر ترقی دن بدن ہونے لگی / قدر پھر کرنے لگے میری سبھی

رفتہ رفتہ بڑھ گئی پھر منزلت / پھر عطا اللہ نے کی مقدرت

اب ہے مسکن حیدرآباد دکن / ہوگیا عرصہ سے یہ مثل وطن

عذر تقصیر و ہیچمدانی

ختم کی اب میں نے اپنی داستاں / کرچکا سب قصۂ ماضی بیاں

لکھنؤ میں شاعری کا شوق تھا / جس کو ایک مدت ہوئی عرصہ ہوا

طبع موزوں درحقیقت ہے مری / میرا کچھ پیشہ نہیں ہے شاعری

میری لغزش کو نفرمائیں خیال / عفو فرمائیں مجھے اہل کمال

مثنوی لکھتا ہوں ایسی دلستاں / جس سے خوش ہو جائیں گے خورد و کلاں

مثنوی دلستاں ہے اسکا نام / عرف میں ہے مثنوی بلگرام

ساقی نامہ

ساقیا مجکو عطا کر وہ شراب / ہو میسر جس کے پینے سے ثواب

نام ہے جس کا مئے حبِ علیؑ
خوش ہے جس سے کبریا راضی نبیؐ

کیا رہ ساقی اور بھی ہیں جا بجا
رہنما ہادی ز آلِ مصطفےٰؐ

بس انہیں ساقی سے مجکو کام ہے
روز و شب اپنا زباں پہ نام ہے

مست ہوں روزِ ازل سے ساقیا
ہوں مئے الفت انہیں کی پی چکا

تشنگی رہی کا وسیلہ ہے یہی
ہاتھ سے چھوٹے نہ دامانِ علیؑ

روزِ محشر ہے تمنائے دلی
ہاتھ میں ہو دامنِ آلِ نبیؐ

یا الٰہی دے مئے عرفاں مجھے
تا کہ چشمِ دل سے پہچانوں تجھے

خطابِ نفس

اے مسافر کوچ پر تیار رہو
خوابِ غفلت سے ذرا بیدار ہو

ٹھاٹھ یہ سارا پڑا رہ جائیگا
مال و زر کچھ بھی نہیں کام آئیگا

آ چکی اب تو صدائے الرحیل
کچھ نہ کی زادِ سفر کی بھی سبیل

ہے زمانہ موت کا پیشِ نظر
چاہیئے اب تو گناہوں سے حذر

وہ مکاں ہے قبر جس میں در نہیں
بوریہ تکیہ نہیں بستر نہیں

قبر کی منزل بہت دشوار ہے
مونس و یاور نہ غمخوار ہے

ملک و لشکر کام کچھ آتا نہیں
مال دنیا ساتھ کچھ جاتا نہیں

نامۂ اعمال ہے میرا سیاہ
کیا کہے گا جا کے تو پیشِ الٰہ

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

اے خداوند زمین و آسماں
میں ہوں اک مورِ ضعیف و ناتواں

میں ہوں اک ادنیٰ گنہگار و ذلیل
تو ہے رب العالمیں ربِ جلیل

اپنا دردِ دل کروں کس سے بیاں
رہ گیا تنہا گیا سب کارواں

اپنی تنہائی پہ غم کھاتا ہوں میں
رات دن غم سے گھلا جاتا ہوں میں

بارِ عصیاں ہے مرا حد سے سوا
کیا کروں کس سے کہوں یہہ ماجرا

کوہِ عصیاں اب تو بارِ دوش ہے
جس کا تو عالم ہے پردہ پوش ہے

دیکھتا ہے ہر گھڑی سب مجھے قصور
رزق پھر دیتا ہے اسپر تو ضرور

میں ہوں اک ناچیز تو ہے کبریا
خالق و مخلوق سے نسبت ہے کیا

ذات ہے تیری کریم و کارساز
تو ہے خلاقِ جہاں اور بے نیاز

رحم بے حد لطف بے پایاں ہے
عفو عصیاں یہہ بھی تیری شان ہے

ہر گھڑی ہر آن ہوں تقصیروار
رات دن رہتا ہوں تجسے شرمسار

مضطرب رہتا ہے اب تو رات دن
قلب کو یارب تو کردے مطمئن

گریہ و زاری ہو آہِ سرد ہو
دل وہ کردے جس میں خوف و درد ہو

بخشدے میرے گناہوں کو کریم
تو غنی ہے نام ہے تیرا رحیم

جز ترے ہے کون جو بخشے مجھے
تیرا بندہ ہوں سزا دی یا نہ دے

حصہ دوم مشتمل بہ نصائح
فضیلتِ علم

علم کا ہے وہ خزانہ بے مثال
صرف کرنے سے نہیں جس کو زوال

علم سے بہتر نہ دولت ہے نہ مال
چور کا کھٹکا نہ رہزن کا خیال

ایسی چیزوں کو نہیں ہوتا زوال
علم ہو یا ہو ہنر یا ہو کمال

قفل ہے اس کا دہن کنجی زبان
قلب ہے اُس کا خزانہ بیگمان

صفت گویائی

یہہ صفت انسان کی پہچان لو
ہے وہی انسان جس میں نطق ہو

قول ہے یہہ اس میں خود رائی نہیں
ہیں بہائم جن میں گویائی نہیں -

علم کی انسان بڑہائے شان کو
ہو مقرر چاہیئے انسان کو

علم خاموشی سے رہتا ہے نہاں
ہے زباں شمشیر صیقل ہے بیاں

خوش بیانی سحر ہے یہ جان لو
ہے بہت اس میں اثر پہچان لو

ہو مسلسل مختصر سلجھا بیاں
صاف لفظوں میں مطالب ہوں عیاں

جس سے دلچسپی ہو وہ تقریر ہو
مان لے ہر شخص یہ تاثیر ہو

ذکر اہل دنیا

دوست ہیں سب علم کے اہل نظر
دشمنی کا ہے سبب سب مال و زر

اہل دنیا کا طریقہ جان لے
دوست ہیں زر کے عدو زردار کے

تین چیزیں ہیں یہ جھگڑے کی مدام
زر زمین و زن ہے کیا اسمیں کلام

فوائد صحبت نیک

اچھی باتوں کو کرو تم اختیار
نیک باتوں کو کرو اپنا شعار

ہے مثل مشہور سن اے بے خبر
تخم کی تاثیر صحبت کا اثر

صحبت بد سے کنارہ خوب ہے
صحبت بد دل کو نامرغوب ہے

نیک صحبت کے بہت ہیں فائدے
اچھی باتیں دیکھتا سنتا رہے

مذمت غرور

ہے فنا سب کے لیے اکدن ضرور
چند روزہ زندگی پر کیا غرور

بعد مرنے کے یہ ملتی ہے سزا
ٹھوکریں کھاتا ہے سر مغرور کا

اس تکبر نے کیا شیطاں کو خوار
رات دن لعنت ہی اسپر بے شمار

سر میں نخوت کو جگہ ہرگز نہ دے
اس کا تتقیہ سدا اکثار ہے

مذمت شیطان

چاہیے انسان کو سختی سہے
مکر سے ابلیس کے بچتا رہے

سجدہ بجا لایا نہ حکم کبریا
اس نے آدم کو نہیں سجدہ کیا

خود عیاں نخوت ہے اس اظہار سے / ہر گل سے آدم - میں بنا ہوں نار سے
اس کو آدم سے عداوت تھی سدا / اس لئے جنت میں انہیں ہو کا دیا
نسل سے آدم کے ہے اس کو عناد / کام ہے اس کا سدا کید و فساد
چاہیئے انساں کو اس سے حذر / دلمیں شیطاں کا نہ ہو ہرگز گذر
راندۂ درگاہِ خلاقِ انام / ہو نہیں سکتا کسی جا نیک نام

مذمت شراب

زشت ہے اور بد ہے دنیا میں شراب / چاہیئے انساں کو اس سے اجتناب
اس کے پینے کے نقائص اب گنو / ام انگلیوں پر عیب اسکے سب گنو
سینہ حدت سے جلے دل ہو کباب / خرچ ہو زر اور حالت ہو خراب
راز دل ہوتا ہے اس سے آشکار / اور حواس ہوش ہوتے ہیں فرار
پاؤں رکھتا ہے کہیں پڑتا کہیں / اپنے جامہ میں بشر رہتا نہیں
عقل سے اس کو نہیں کچھ کام ہے / بیخودی سے مست ہے بدنام ہے
سنتے آئے ہیں زمانہ سے سدا / بد بھلا بدنام ہوتا ہے برا
مے کشی کے عیب یہہ پہچان لو / دیکھ لو خود آنکھ سے اور جان لو
ظاہری جو نقص ہے وہ کہدیے / شرع کے احکام اب باقی رہے
احمدِ مرسل نے با حکم خدا / اپنی امت پر حرام اسکو کیا

نقل مذمت دروغ

نقل ہے اک پیر کی اسطرح پر / تین تھے حق نے دئے اسکو پسر
تھے طبائع مختلف طینت جدا / پیر کرتا تھا نصیحت بارہا
ایک سچائی میں تھا بے انتہا / دوسرے پر جھوٹ کا تھا خاتمہ
تیسرے جھوٹے بھی اور سچے بھی تھے / پاس یہہ سب باپ کے رہتے بھی تھے

تھا جو چھوٹا اوس سے ناخوش تھا پدر
پوچھا لوگوں نے سبب اسکا ہے کیا
بولتا جو جھوٹ ہے بے انتہا
تب دیا اوس پیر نے اوسکو جواب
راست بازی کی ثنا موجود ہے
جس سے راضی ہو خدا راضی رسول
اعتبار و عزت و توقیر ہے
سب یقین کرتے ہیں اسکی بات کو
اس سے دنیا میں ہے انسان کو فروغ
جھوٹ سے انسان ذلیل و خوار ہے
مانتا کوئی نہیں سچی بھی بات
اعتبار اس کا کوئی کرتا نہیں
تمام لفظوں میں یہاں سب کر چکا
اب ذرا انصاف سے کر لو نظر
کس قدر تکلیف وہ ہے دیکھ لو
دونوں باتوں میں یقیں ملتے کہیں
رات دن اہل غرض آتے ہیں سب
گھر میں حاجت مند بستے ہیں بہر
اس سبب سے بد دعا کرتا ہوں میں

بد دعا کرتا تھا وہ شام و سحر
کس لیے کرتے ہو اس کو بد دعا
چاہیئے حق میں اوسی کے بد دعا
اور کیا اس طرح پر اوسنے خطاب
باعث خوشنودی معبود ہے
عزت دارین ہے اُس کو حصول
راست گوئی کی عجب تاثیر ہے
اور دُعا کرتے ہیں اس کی ذات کو
اور مخالف اس کے ہیں کذب و دروغ
بات اس کی لغو ہے بیکار ہے
فائدے یہ جھوٹ میں ہیں یہ صفات
جو بیوں کا دم کوئی بھرتا نہیں
جھوٹے اور سچے کا جو معیار تھا
بیچ میں ہے جھوٹ سچ کی کچھ سپر
از رہ انصاف تم خود بھی کہو
کسکو سمجھے جھوٹ سچ جانے کسے
اور دعا دیتے کے پھر جاتے ہیں سب
ایسے موذی کو خدا غارت کرے
رات دن اس رنج میں مرتا ہوں میں

صفت سگ

فرق کیا انسان اور حیوان میں نہیں
جب نہ ہو کچھ بھی صفت انسان میں

ہے نخس کتا مگر یہہ جان لو ‌ ‌ ‌ وس صفت ہے ومن کی یہہ پہچان لو
رات دن رہتا ہے با حالِ تباہ ‌ ‌ ‌ اپنے مالک کا رہتا ہے خیر خواہ
اسکے دل میں بغض کچھ رہتا نہیں ‌ ‌ ‌ دا بھی کھاتا ہے کچھ کہتا نہیں
مار کھانے پہ بھی رہتا ہے صبور ‌ ‌ ‌ عفو کر دیتا ہے جلد اپنے قصور
کام پر اپنے سدا تیار ہے ‌ ‌ ‌ سنے محافظ اور شب بیدار ہے
مل گیا جو کچھ اسی پر ہے گذر ‌ ‌ ‌ چھوڑ کر جاتا نہیں مالک کا در
کام شب کو بھی کیا کرتا ہے یہہ ‌ ‌ ‌ پہرہ ڈیوڑھی کا دیا کرتا ہے یہہ
چاہئیں یہہ خصلتیں انسان میں ‌ ‌ ‌ جو کہ ہیں موجود اس حیوان میں

قصہ سکندر

نظم کرتا ہوں عجب ایک داستان ‌ ‌ ‌ سنکے خوش ہوں جسکو سب پیر و جوان
ہے سکندر کا یہہ قصہ ایکدن ‌ ‌ ‌ سیر کو نکلا نہایت مطمئن
ساتھ تھی کچھ فوج اور طبل و علم ‌ ‌ ‌ منزلوں تھا دور اس سے رنج و غم
اک خرابہ میں ہوا اوس کا گذر ‌ ‌ ‌ ایک بوڑھے پر پڑی اس کی نظر
تھی چمک رخ کی مثالِ آفتاب ‌ ‌ ‌ نور تھا ایسا خجل ہو ماہتاب
جبکہ اسکندر قریں اس کے گیا ‌ ‌ ‌ پیر جس حالت میں تھا بیٹھا رہا
پوچھا غصہ سے سکندر نے بتا ‌ ‌ ‌ کون ہے تو کیا ہے تیرا ماجرا
کس تصور میں پڑا رہتا ہے تو ‌ ‌ ‌ خوابِ غفلت میں سدا رہتا ہے تو
تو نہیں واقف میں شاہنشاہ ہوں ‌ ‌ ‌ صاحبِ اقبال و عز و جاہ ہوں
سات اقلیموں کا ہوں فرمانروا ‌ ‌ ‌ ہیں مرے محکوم سب شاہ و گدا
کل جہاں پر کیا مرا قبضہ نہیں ‌ ‌ ‌ کیا سنا تو نے مرا قصہ نہیں
لے لیا دریا سے بھی میں نے خراج ‌ ‌ ‌ شہرۂ عالم ہے میرا تخت و تاج

ہے قدم میرا سرِ افلاک پر
گبر سے بیٹھا ہے تو کیا خاک پر

کیوں نہیں اٹھا سرِ تعظیم کو
سر جھکایا کیوں نہیں تسلیم کو

بول دیا تب پیر نے اسکو جواب
سر اٹھا کر یوں کہا اوس نے شتاب

خواب غفلت میں نہیں بیدار ہوں
ہر طرح پر تجھ سے ہشیار ہوں

اہل دنیا سے غرض تب سکو نہیں
میں نہیں ملتا نہ جاتا ہوں کہیں

سچ تو یہ ہے مجھکو اس کی ذات پر
یہ جگہ شاہد ہے خود اس بات پر

تو اگر عالم کا شاہنشاہ ہے
اہل دنیا سے مجھے اکراہ ہے

فائدہ کیا ہے جو تخت و تاج ہے
تو بھی خالق کا سدا محتاج ہے

مال و زر دنیا سے گو حاصل کیا
ہاتھ خالی جائیگا پیش خدا

طاعت خالق میں اک عرصہ ہوا
سر مرا جھکتا ہے پیش کبریا

گردش افلاک سے لیل و نہار
مثل تیرے ہونگے پیدا بے شمار

یہ دیا سنکر سکندر نے جواب
گر پڑا قدموں پہ با چشم پر آب

حکایت تربیت اولاد

نقل ہے اک یہ نہایت دلپذیر
صاحب دولت تھے اک نامی امیر

تھا جو شامل حال فضل کبریا
مال و زر خالق نے سب کچھ تھا دیا

عمر جب آخر ہوئی تب آنکے گھر
بعد مدت کے ہوا پیدا پسر

رات دن نازوں میں وہ پلنے لگا
رفتہ رفتہ گھٹنیوں چلنے لگا

جب ہوا پڑھنے کے قابل وہ پسر
تسمیہ خوانی ہوئی باکر و فر

تربیت کا تھا نہ کچھ اس کی خیال
گو کہ خالق نے دیا سب کچھ تھا مال

یہ سمجھتے تھے بہت سے مال و زر
اس سے ہو جائے گی بچے کی گذر

مال و زر جس شخص کو اللہ دے
نوکری کی کیا ضرورت ہے اُسے

اس کی دلجوئی سدا مقصود تھی
ماں کیا سمجھا جاتا بھی موجود تھی

بے ہنر بے علم بھی گو بیٹا رہے
پر نہ آدھی بات بھی کوئی کہے

عادتیں جب ہو گئیں اس کی خراب
باپ ماں کو وہ لگا دینے جواب

تربیت کے بدلے لطف و پیار تھا
کھیلنے میں وہ سدا سرشار تھا

دی جب جگہ دل میں خیال خام کو
کچھ نہ سوچے شیخ جی انجام کو

آتش عدو مقابل ہو گیا
خود خبر لینے کے قابل ہو گیا

جب ہوا وہ فضل خالق سے جوان
شب کو بھی آنے لگے کچھ مہمان

ایسے خود مختار ہوئے خود سر ہوئے
اپنے جامے سے میاں باہر ہوئے

باپ ماں کا تھا نہ مطلق اختیار
تھا تماشا شب کو دن کو تماشے کا

دل پہ قابو نہ زباں پر اختیار
و[illegible] گشتی گالی گفتہ تھا شعار

مال و زر سب باپ کا غارت کیا
چار بیجا جس کو چاہا دے دیا

دیکھ کر یہ حالتیں اس کی سدا
ناک میں دم ہو گیا ماں باپ کا

تربیت کا جو نہیں رکھتے خیال
ایسے لوگوں کا یہی ہوتا ہے حال

چاہیے تعلیم میں کوشش کرے
چشم پوشی کے نتیجے ہیں برے

سن لیا قصہ یہ بد اطوار کا
جان لو یہ ہے نتیجہ پیار کا

چاہیے اولاد کو تعلیم دے
اور برے افعال کا دشمن رہے

مال و زر باقی بھی رہتا ہے کہیں
مال و دولت کا بھروسہ ہے کہیں

علم کو ہرگز نہیں ہوتا زوال
چاہیے انساں کو سیکھے کچھ کمال

قصہ باز

شاہ اک نامی تھا ملک غیر کا
شوق تھا اس کو شکار و سیر کا

ایک دن راہی ہوا بہر شکار
اسکے ہمراہ تھے سب بازدار

ہاتھ پر خود شاہ کے اک باز تھا — اتفاقاً ہاتھ سے وہ اڑ گیا
شاہ کے نزدیک وہ ممتاز تھا — باز وہ بازوں میں نامی باز تھا
اس قدر تیزی سے پہنچا اوج پر — جس طرح اہل بصارت کی نظر
تھا قضارا ایک طائر بھی وہاں — باز تا حد نظر پہنچا جہاں
ہوگیا تہ مقابل صید جب — صید کی قوت ہوئی معلوم تب
باز کے بھی پنج گئے سب بال و پر — گر گئی منقار اوس کی ٹوٹ کر
ہو سکے کیوں کر بیاں کید شکار — باز بھی خود ہوگیا صید شکار
قوتیں زائل ہوئیں گھائل ہوئے — ضعف سے سوئے زمیں مائل ہوئے
پھر زمیں پر وہ دم آخر گئے — ایک پیرزال کے گھر گر گئے
اس کا گھر بیٹھے یہ آیا مدعا — اس ضعیفہ نے لیا اس کو اٹھا
دھیان آیا پھر نہ اڑ جائیں کہیں — بال و پر کتر کے ضعیفہ نے وہیں
ہو رہے آزاد اور آرام سے — قید میں زندہ کہو کیوں کر رہے
باز پہلے مرگیا خود صید سے — چھٹ گئے دونو وہ دام قید سے
اب ذرا کر تو نتیجے پر خیال — سوچھ لو خود اس کا جو کچھ ہے مآل
اپنی قوت پر نہ کر تو اعتبار — اپنے دشمن سے سدا رہ ہوشیار
ہے وہ پیرزال دنیا مان لو — پر کترتی ہے یہی پہچان لو

نقل بخیل

نقل ہے اک پیر دولت مند تھا — مال دنیا سے بہت خورسند تھا
پھر بھی تھا قاروں بس اپنے وقت کا — تھے خزانے دفن اسکے جا بجا
رات دن تکتا تھا اپنے مال کو — دیکھتا تھا کچھ نہ اپنے حال کو
مال و زر کا ناگ تھا گویا بخیل — اتفاقاً ہوگیا اک دن علیل

ہوگئی حالت بہت اُس کی خراب | اور مرض سے بڑھ گیا کچھ اضطراب
لوگ آئے دیکھنے کو اُس کا حال | تب کیا ہر ایک نے اُس سے مقال
ڈاکٹر نزدیک ہے اک خوش مزاج | اُس کو بلواؤ کرو اپنا علاج
مال و دولت ہے اسی دن کیلئے | تجھکو خالق نے خزانے ہیں دیے
مال صدقہ جان کا ہے مان لو | جان ہے تو ہے جہاں پہچان لو
تب دیا غصہ سے اُسنے یوں جواب | اب سے چلے جاؤ مرے گھر سے شتاب
غصہ بڑھتا ہے تمھاری بات سے | فائدہ کیا ہوگا جوتی لات سے
ڈاکٹر کو گر میں دوں مال و زر | جمع رہنا کس طرح پھر میرے گھر
میں کروں برسوں کا جمع مال و زر | ڈاکٹر لے جائے دم میں آن کر
پھر دوا کے واسطے زر کو سہے | میری کوئی کیا یہ اک سرکار ہے
جان جائے یار میری پر دام تو نہیں | ڈاکٹر کو میں تو کچھ دیتا نہیں
مفلسی [illegible] سب اپنے گھر | وہ [illegible] پا کیا کچھ بد گھر
اتفاقاً ہوگیا اچھا یوں نہیں | ایسے انجل جلد مرتے ہیں کہیں

قصہ حاسد

نقل اک حاسد کی ہے یہ پُر مذاق | دل میں اُس کے تھا بھرا بغض و نفاق
اُس کے ہمسائے میں تھا اک پیر مرد | اُس سے یہ رہتا تھا جو پائے نبرد
حق ہمسایہ سمجھکر وہ سدا | بھیجتا تھا تحفے اور اچھی غذا
اُس کے بدلے بددعا کرتا تھا یہ | سرد آہیں رات دن بھرتا تھا یہ
دیکھکر اُس کو سدا ملتا تھا ہاتھ | بغض للّٰہی تھا اُس کو اسکے ساتھ
راستہ میں اُسنے کھودا اک کنواں | کردیا پتوں سے پھر اُس کو نہاں
پیر کچھ بیمار اُس دن ہوگیا | بجز حاسد اُسی دن خود گیا

تھی پریشانی اُسے بے انتہا — بد جو اسی میں اُسی جانب گیا
اُس گڑھے میں گر گیا وہ خود بخیل — فعل پر اپنے ہوا از خود ذلیل
پھر پڑا مصرع یہہ با حال تباہ — چاہ کن را می شود در پیش چاہ
پوچھا لوگوں نے سبب اسکا ہے کیا — پیر سے کس واسطے تھی تم خفا
تب کہا اوس نے سنو تم سب ذرا — ہے ہمارا اوس کا جو کچہ ماجرا
رات دن یہہ عیش سے رہتا ہے شاد — یہہ عداوت ہے یہی جھگڑا فساد
اُس کو دنیا کا مہیا عیش ہے — اس لئے غصہ ہے مجکو طیش ہے
یہہ تو کھائے راحت و آرام سے — صبح کی ہو فکر تب کو شام سے
تب دیا لوگوں نے اُسکو یہہ جواب — چھوڑدے اس کو یہہ عادت ہے خراب
ہے مقدر اپنا اپنا اس میں کیا — رنج کرنے سے تجھے کیا فائدا
کام کیا دنیا میں کچھہ تجھکو نہیں — بے سبب یہہ دقتیں کیوں مول لیں
شکر کرتا ہے خدا کا وہ سدا — اس لیے اللہ نے سب کچھ دیا

نقل عابد

یہہ بھی قصہ ایک عبرت خیز ہے — غور سے دیکھو تو درد انگیز ہے
قوم اسرائیل سے تھا اک جواں — آگیا دل میں یہہ اُس کے ناگہاں
طاعتِ خالق میں کاٹو زندگی — اب کرو اللہ کی کچھہ بندگی
اہل دنیا سے منھہ اپنا موڑ کر — چل دیا جنگل میں بستی چھوڑ کر
کی عبادت اس نے جب چالیس سال — جب ہوا شیطاں کو اُسکا کچھہ خیال
اتفاقاً شاہ کی دختر تھی علیل — اُس کے بچنے کی نہ تھی کوئی سبیل
سب طبیب و ڈاکٹر حیران تھے — رات دن کرتے تھے باہم مشورے
فائدہ کچھہ بھی نہ آتا تھا نظر — تھا ترقی پر مرض آٹھوں پہر

زندگی سے ہو گئی جب سب کو یاس — بھیجا شہ نے اسکو پھر عابد کے پاس
کر دئے فرزند اپنے اس کی ساتھ — لائے بیمار کو وہ ہاتھوں ہاتھ
عرض کی عابد سے اس کے واسطے — آپ خالق سے دعا فرمائیے
تب کہا عابد نے تم سن لو ذرا — ہے دعا کرنے کا موقع دوسرا
میں کروں گا وقت تنہائی دعا — کیا عجب حاصل جو ہو اسکو شفا
رشتۂ الفت کو اب تم توڑ دو — اس مریضہ کو یہیں پر چھوڑ دو
سنکے یہہ دونوں گئے پھر شکار — دیکھکر صورت ہوئے یہہ بیقرار
نفس امارہ نے پھر دی اشتعال — ہو گیا پھر عقل میں اس کے زوال
پیروی پھر اس نے کی ابلیس کی — ضبط کی طاقت بھی سب زائل ہوئی
بیخودی جب بڑھ گئی بیباک کی — کی اطاعت خواہش ناپاک کی
حضرت ابلیس موقع پا گئے — بن کے ایک عورت کی صورت آ گئے
یوں کہا دیکھا ہے میں نے واقعہ — اب چھپانے سے تجھے حاصل ہی کیا
سوچنے کا اب تجھے موقع نہیں — آ گئے بھائی اگر اس کے کہیں
یہہ کہیں گی اپنا سارا واقعہ — سمجھ لے تیرے لیے ہوگا برا
اب یہی تدبیر ہے کر لے یقیں — قتل کر کے دفن کر زیر زمیں
الغرض ظالم نے ایسا ہی کیا — ہو چکا جب ختم یہہ سب واقعہ
آئے شہزادے بھی اتنے میں وہاں — پوچھا عابد سے مریضہ ہے کہاں
یہہ کہا اس نے خبر مجھکو نہیں — ڈھونڈو اس جنگل میں ہو گی وہ کہیں
میں عبادت میں تھا مجھکو کیا خبر — کسطرف راہی ہوئی پہنچی کدھر
ڈھونڈتے نکلے وہ باحال خراب — بادل رنجور با چشم پر آب
اس جگہ ابلیس تو موجود تھا — یہہ نئی سوجھی اوسے سنیئے مزا

* حسن پیدا اس کے پھر عاشق ہو گیا سبب ہوا اس کا شیطان کا دھوکا

گریہ وزاری لگا کرنے وہاں — دفن تھی مقتول شہزادی جہاں

ناگہاں رونے کی آئی جب صدا — بیٹھ گئے اُس سمت دونوں مہ لقا

پوچھا کیوں روتی ہے کیا ہے ماجرا — رُو سکے پھر ابلیس نے اُن سے کہا

ظلم اک عورت پہ عابد نے کیا — رنج اُس کا ہے مجھے بے انتہا

فعل بد پہلے کیا ناپاک نے — مار ڈالا پھر اُسے سفاک نے

کردیا زیر زمیں اُس کو نہاں — قبر کا اُس کے یہی ہے نشاں

قبر خود کھودی نکالا لاش کو — کردیا ظاہر گناہ فاش کو

ہوگئے حیرت زدہ سب خاص و عام — اور خلقت کا ہوا پھر اژدہام

مشکیں باندھیں فاسقِ خونخوار کی — کی مرمت واں بھی مکار کی

لیگئے دربار شاہی میں اُسے — تھا تعجب خلق کو کچھ دیکھ کے

دونوں شہزادوں نے سارا ماجرا — دست بستہ عرض پیش شہ کیا

طیش آیا شاہ کو سنکر واقعہ — حکم اک جلاد کو فوراً دیا

فعل بد کی کچھ سزا اُس کو ملے — سنگسار اوّل کرو پھر قتل اُسے

آگئے اتنے میں پھر اُستاد جی — بولے میں تجھکو چھوڑتا ہوں ابھی

وقت گو باقی نہیں کچھ بھی رہا — تم اگر اب بھی کہا مانو مرا

بس کرو سجدہ مجھے کچھ مان لو — جان بچ جائے گی کچھ سچ جان لو

حکم کی تعمیل کی مکار نے — مانا شیطاں کا کہا خونخوار نے

دین بھی ایمان بھی سب کچھ گیا — پیرو شیطان کو کچھ ثمرہ ملا

ہوگئی تعمیل حسب الحکم شاہ — لی جہنم کی پھر اُس فاسق نے راہ

عابد مکار سے بچتے رہو — رات دن شیطان پہ لعنت کہو

قصہ شہزادی روم

ایک عجیب عنوان کی یہ نقل ہے
بات سچی ہے قرینِ عقل ہے

رُوم کا تھا ایک نامی شہریار
خوبیاں اُس میں تھیں بیحد بے شمار

ہو گیا دنیا سے اُس کا انتقال
رنج اُس کا تھا رعیت کو کمال

اُس کی اک دختر تھی نیک و پارسا
شوق روز و شب اُسے تھا علم کا

ہو گئی پڑھ لکھ کے وہ جب دم جوان
اور ہوئی وہ رُوم کی پھر حکمران

عالمہ تھی باعمل وہ نیک ذات
پاک تھی طینت بھی اور تھی خوش صفات

تھی وہ شہزادی عقیل و ہوشیار
یاد تھے اُس کو مسائل بے شمار

عقل سے اور عدل سے لیتی تھی کام
اس سبب سے تھی بہت وہ نیک نام

شاہ میں جو وصف ہونا چاہیئے
وہ بے تقصیر اس کو سب معلوم تھے

دیر گیر و زود عفو و رحم دل
عزم پر اپنے سدا تھی مستقل

صاحبِ اقبال تھی اور تھی سخی
بے تعصب نیک نیت اور جری

صاحبِ صبر و تحمل بُردبار
دل میں تھا خوفِ خدا لیل و نہار

ملک تھا آباد عدل و داد سے
دل پہ ہوتا تھا اثر فریاد سے

جا پہنچتی تھی سے پہلے ہر اک بات کو
مشورہ کرتی تھی دل سے رات کو

تھا وزیر اُس کا نہایت خوش صفات
تجربہ کار و عقیل و نیک ذات

تھا تعصب کچھ نہ اُسکی ذات میں
چین سے سوتی تھی خلقت رات میں

چُن کے لی آیا تھا ہر اک شہر سے
اہلکار اچھے جہاں تک مل سکے

اُس نے قائم کی تھی ایسی انجمن
باغ میں جسطرح پھولوں کا چمن

اُس کے پرپرزے تھی وہ سب خوش صفات
عقلِ کل سے تھے سلطنت کے نیک ذات

صاحبِ تدبیر تھی وہ علم سے
کام لیتی تھی ہمیشہ حلم سے

سلطنت برسوں یوہیں چلتی رہی
ساعتِ بد آخر کار آ گئی

مر گیا پس دفعتاً عاقل وزیر
مبتلائے غم ہوئے برنا و پیر

تھا جو اپنے وقت کا وہ بےعدیل
اُس کے صدمہ سے ہوئی ملکہ علیل

ہو گئی اُس کی بہت حالت خراب
دیدیا سارے طبیبوں نے جواب

شہر ناپرساں کی حالت ہو گئی
غدر کی خلقت کو عادت ہو گئی

کُشت و خوں چوری چکاری لوٹ مار
رہزنی ڈاکہ نقب ہر جا قمار

تب ہوئی ملکہ کو صحت اور شفا
تب کہا لوگوں نے سارا واقعہ

انجمن چوتھی وزیر نیک کی
اُس کی تب دربار میں طلبی ہوئی

جب ہوئے حاضر وہ سب دربار میں
منتخب ہونے لگے سرکار میں۔

سو میں دس اور دس میں دو اور دو میں ایک
عالم و فاضل مدبر اور نیک

ایک کو سب میں سے آخر چن لیا
اور قلمدانِ وزارت دے دیا

پھر دیانت پر حلف اُس سے لیا
حکم یہ ملکہ نے پھر اُس کو دیا

تین دن میں گر نہ ہوگا انتظام
قتل میں تجھ کو کروں گی لاکلام

انتظام اُس نے کیا وہ بے نظیر
خوش ہوئے اُسوقت کے برنا و پیر

ہر محلہ میں تھے جو جو سرغنا
بے گمان اعلان اُن کو دیدیا

شہر میں ہوگا کہیں پر شور و شر
تم کو ہم پکڑیں گے بے خوف و خطر

قید کی دینگے سزا ہر ایک کو
حکم شاہی ہے اسے پہچان لو

کر چکے سابق میں تم جو جو قصور
عفو فرمایا ہے ملکہ نے ضرور

جب ہوئی معلوم خلقت کو یہ بات
ہے محقق اک وزیر نیک ذات

حکم یہ ہر ایک کو پہنچا جہاں
مثلِ سابق ہو گیا امن وہاں

آگئی پیغام عروسی جس گھڑی
تب کیا اعلان ملکہ نے یہی

چند شرطیں ہیں عروسی میں مری
اُن سے خلق اللہ کو ہو آگہی

ں گدا ہو یا امیر
یرے سوالوں کا جواب
آن سوالوں کا جواب
ت ہو چکی اسباب کی
ں سے کئی عالم وہاں
ب سکے پہر عقدہ کھلا
سے قید کے آتا نہ تھا
تھا فقیر نامدار
عبد العلیم ذی وقار
ر آں بھی تھا وہ لا کلام
ہر وہ چلا ملکہ کے پاس
وہ ملک روم جب
یب مجلس برملا
از سے اسطور سے
نے یہ اُس سے کہا
کو یہہ اُسنے جواب
شمع روشن کر دیا
یہ اسکا ہے کس سمت کو
تھی چار جانب برملا
نے اُس سے یہ سوال

یہ وزیر زنجیر دیا ہو فقیر
ملک سے اُسکی میر آنلاک و ثباب
قید سے بے شک ہوگا وہ خانہ خراب
راز دل اُس کا ہو جب منجلی
ہو گئے جز بوقت امتحان
شتر جب ہار تو ملی اون کو سزا
ہو گیا نہایت سب کا حوصلا
یاد تھیں جن کو حدیثیں بے شمار
ملک ترکستان کا تھا وہ نامدار
اور تفسیریں بھی تھیں ازبر تمام
مطمئن دل شاد بے رنج و ہراس
اور ہوا ملکہ کو یہہ معلوم جب
جمع عالم ہوئے سب ایک جا
شوق سے ہر ایک سنے اور غور سے
شمع خدا کا کس طرف ہے یہہ بتا
شمع اک منگوا کے عالیجناب
بیچ میں گھر کے اُس کو دھر دیا
جس طرف اسکا ہے رخ ارشاد ہو
چپ رہی ملکہ نہ کچھ اُسنے کہا
یہہ بتا تو اے فقیہ خوش خصال

اُسنے خدا ہے لامکاں
وجود ہے کر تو یقیں
ہرا سے میں اور بستی میں ہے
ں ہو یا فرش ہو یا آسماں
رو ناظر ہے اور ہے باخبر
ت اُسکی ہیں وہ اُستوار
ہے نہ آنکھ ہے نہ کان ہے
ـنے یہہ اُس سے سوال
وہ کونسا جو ہے نفیس
ں کا ہے اک جانب سیاہ
ملکہ کو یہہ اُسنے جواب
ہے مثلِ شجر پہچان تو
ں کا ہے مطلب آشکار
ہے روشن اور ہے تاریک شب
ـنے یہہ اُس سے سوال
ں پہلے تھے جو جنّت میں شجر
ن کے اگر معلوم ہیں
اُس نے بہت مشہور ہیں
لکہ نے اُس سے یہہ سوال
[illegible]

اُس کے رہنے کا ٹھکانا ہی کہاں
اُسکے رہنے کی جگہہ کوئی نہیں
بحر میں رفعت میں اور پستی میں ہے
ہر جگہہ جلوہ ہے خالق کا عیاں
ہے رگِ گردن سے وُہ نزدیک تر
کر لیا ہے دونوں عالم کا حصار
دیکھتا سنتا ہے یہہ بھی شان ہے
اے فقیہ پاک طینت خوشخصال
جسکے بارہ شاخیں اور تیس ہیں تیس تر
دوسرے جانب سفیدی مثلِ ماہ
اے سپہر مملکت کی آفتاب
شاخیں ہیں بارہ ہے مہینے مان تو
تیس دن ہیں ماہ کے کر تو شمار
اختلاف رنگ کا ہے یہہ سبب
اے فقیہ پاک دل نیکو خصال
پہر ہوا دنیا میں اُن سب کا گزر
ہیں شجر اب بھی وہ یا معدوم ہیں
دیکھ لو خرما انار انگور ہیں
اے فقیہ نیک عادت خوشخصال
[illegible]

توبہ کھاتی ہے گناہوں کو مدام
مان لو یہہ بات شک اسمیں نہیں
اس سے بدتر بھی ہے کوئی اور شئے
جانتے ہیں اس کو سب اہل زمیں
پھر کیا ملکہ نے یہہ اُس سے سوال
اب بتاؤ سونچکر بعد از شمار
تب دیا اُس نے یہہ ملکہ کو جواب
سابقہ ہے اور سفر ہے قرض ہے
حال کھلجاتا ہے سب انسان کا
قرض مقراض المحبت ہے ضرور
کس طرح ہوتی ہے آپسمیں گزر
پھر کیا ملکہ نے یہہ اس سے سوال
قبل ہے اور بعد میں اللہ کے
تب دیا اُسنے یہ ملکہ کو جواب
آپ کو گنتی اگرچہ یاد ہو
بعد دس کے کیا ہے یہہ بتلائیے
اُنگلیوں پر جب کیا اُسنے شمار
اُنگلیاں گن دس ہیں آگے کیا کہوں
ایک کے پہلے نہ دس کے بعد ہے
تب کہا عالم نے اس کو جان لو
ہے وہی اوّل وہی آخر خدا

صدقہ کھاتا ہے بلا کو لا کلام
ہے غذا غیبت کی طاعت بالیقیں
رزق کا دشمن ہمیشہ کذب ہے
عمر کو کھاتا ہے غم کر تو یقیں
اے فقیہ پاک طینت خوشخصال
دوستوں کی آزمائش کا عیار
تین چیزیں ہیں یہی عالیجناب
آزمائش کرنا انہیں فرض ہے
سابقہ سے نیت اور ایمان کا
جانچ لیں اس امر کو اہل شعور
حال دل کھلتا ہے گر ہو ہم سفر
اے فقیہ نیک عادت خوشخصال
کیا تھا اور کیا ہوگا یہ بتلائیے
اے جناب عالیہ گردوں رکاب
ایک سے اوّل ہے کیا ارشاد ہو
اُنگلیوں پر گن کے یہہ فرمائیے
تب کہا اُسنے فقیر نامدار
پس یہی لازم ہے مجکو مان لوں
قول یہہ تیرا نہایت سعد ہے
قبل کو اور بعد کو پہچان لو
اس سے خود ہوتا ہے ظاہر مدعا

پھر کیا ملکہ نے اس سے یہ سوال — اے فقیہ نیک عادت خوشخصال

حضرت انسان کے جسم و مال کی — کس طرح تقسیم ہے اعمال کی

تب کہا اس نے اسے سنئیے ذرا — جان تو ہے مال عزرائیل کا

مال ہے وارث کا حصہ لا کلام — نیکیاں لیجائیں گے دشمن تمام

گوشت ہے حصہ کرم کا بیگماں — خاک کے حصہ کے ہیں سب استخواں

پھر کیا ملکہ نے اس سے یہ سوال — اے فقیہ نیک عادت خوش خصال

تم بتاؤ گے نہیں کچھ اسمیں شک — کون پیغمبر ہیں زندہ آج تک

پھر دیا اس نے جواب مختصر — عیسےٰ و الیاس و ادریس و خضر

پھر کیا ملکہ نے یہ اس سے سوال — اے فقیہ عالم و الا خصال

نام ان کے اب بتاؤ تم شتاب — نکلے جنت سے ہوا جنپر عتاب

تب کہا اس نے سنو اے ذیوقار — آدم و حوا و شیطاں مور و مار

پھر کیا ملکہ نے یہ اس سے سوال — اے فقیہ نامور عالی خصال

حضرت آدم کو جب پیدا کیا — ان کو خالق نے عطا کیا کیا کیا

آٹھ چیزیں جو کہ ان کے واسطے — حق نے پہلے بھیجی وہ بتلائیے

عرض کی اس نے عطائے کبریا — موت و الفت صبر بعد اسکے حیا

پھر طمع اور حرص و نفس و عقل ہے — اسطرح سینے سنی یہ نقل ہے

پھر کیا ملکہ نے یہ اس سے سوال — اے فقیہ خوش بیاں شیریں مقال

نیک باتیں اب کہو جو یاد ہوں — جو عمل ہیں خوب وہ ارشاد ہوں

عرض کی اس نے کہ اے عالیجناب — دل سے سنئیے یہ جواب باصواب

پنجگانہ ہے نماز کبریا — یہ وہ طاعت ہے کہ راضی ہو خدا

جس سے عزت ہے عیاں انسان کی — وہ تلاوت ہے سدا قرآن کی

ہے عزیز خلق وہ بس نامور
گر تمنا ہے کہ تو ہو قبول
جان کنی کی سختیاں دشوار ہیں
اس سے بچنے کا طریقہ جان لو
ہے بزرگی اپنی گر مد نظر
حق کی جو پایا ہے اگر اے نیکنام
نیک نامی ہے اگر مد نظر
ہو محبت خلق کو گر ہے خیال
طول عمر اس میں ہے بیشک لاکلام
غیب سے روزی ملے ہے گر خیال
آتش دوزخ کا ڈر ہے گر تجھے
ضبط کر غصہ کو دل رکھ اپنا شاد
طیبہ و طاہر جو روزی ہو حصول
کر نصیحت دوستوں کو بیگماں
کر تواضع تا ملے رتبہ تجھے
جس نے کی ماں باپ کی اپنی خوشی
نامۂ اعمال قدسی لاکے دیں
گر شفاعت اپنی ہے منظور
شاد ہمسائے کو رکھے جو بشر
دے چھپا کر صدقہ گر اے نیکنام
جب کیا عالم نے اس حد تک بیان

جو عذاب حق سے کرتا ہے حذر
گریہ کر وقت دعا ہو کر ملول
مثل گل ہے جسم اور وہ خار ہیں
ہے مریضوں کی عیادت مان لو
صرف کر راہ خدا میں مال و زر
ہے خدا واحد سمجھ دل سے مدام
ہر گھڑی خوف خدا میں کر بسر
ترک کر نخوت غرور اے خوشخصال
رحم کر خویشوں عزیزوں پر مدام
با طہارت رہ سدا اے خوشخصال
یاد ہے اس کا عمل بھی اک مجھے
قہر خالق کو سدا رکھ دل میں یاد
ہے تعجب کیا دعا میں ہو قبول
پلہ میزان عمل کا ہو گراں
زیر عرش حق جگہ تجھکو ملے
اس سے راضی ہے خدا راضی نبی
روز حشر اس کے ید ہے ہاتھ میں
صاحب اولاد کی رکھ تو خبر
ہو رسول پاک کی اوس پر نظر
ہو حفاظت قہر حق سے لاکلام
ہو گئے بخشش سب کے سب خورد و کلاں

تھی صدائے آفریں ہر سو بلند — ہو گیا خاموش پھر وہ ارجمند
مل چکے جب سب جواب باصواب — پھر کیا ملکہ نے یہہ اس سے خطاب
شرطیں میری ہو چکیں پوری تمام — عقد میں مجکو نہیں اب کچھہ کلام
حکم تب قاضی کو یہہ اس نے دیا — عقد کا خطبہ پڑھوا دے باخدا
عقد کا صیغہ پڑھا قاضی نے جب — دھوم خلقت میں ہوئی شادی کی تب
تخت پر اس کو بٹھایا شان سے — علم پر وہ تھی فدا سو جان سے
حکمراں اپنی جگہہ پر کر دیا — تاج اپنا سر پہ اس کے دھر دیا
کر دیا اعلان یہہ باصد وقار — حکمراں ہے آج سے یہہ نامدار
اس پہ ہے فضل و کرم لطف الہ — آج سے تم سب کا ہے یہہ بادشاہ
اب اطاعت اسکی واجب جان لو — شاہ ملک روم ہے پہچان لو
نذر دی اول وزیر نیک نے — بعد اوس کے ایک کے بعد ایک نے
بعد امیروں کی ہوئی حاضر تمام — عہدہ دار و خیر خواہ و نیکنام
خلعت و انعام پھر شہ نے دیا — بعد اوس کے خلق سے وعدہ کیا
عدل سے رکھوں گا سب کو شادکام — ملک کی خدمت کروں گا صبح و شام
ہو گیا برخواست وہ دربار پھر — محل میں داخل ہوئے سرکار پھر
راز کی باتوں سے کیا ہے تجکو کام — بس قلم آگے ادب کا ہے مقام
علم سے ہوتا ہے انساں نامور — اور پڑتی ہے خلائق کی نظر
علم سے اس کی ترقی ہو گئی — عمر بھر کی ساری کلفت دھو گئی
دیکھہ لو ادنی سے اعلے ہو گیا — علم سے رتبہ دو بالا ہو گیا
کچھہ نہ اس میں شک ہے نہ امر عجیب — علم سے اس کو ہوئی شاہی نصیب

اک عجب قصہ سے ہے یہ عباس کا
نام جنکے باپ کا مرداس تھا

آئے کچھ مال غنیمت سے شتر
بعض اون میں تھے زر و زیور سے پر

مستحق غازی نمازی نیکنام
ہو گئے میدان میں حاضر تمام

حضرت خیر البشرؐ نے یہ کیا
جس کے حق میں جو مناسب تھا دیا

چار اشتر حصۂ عباس کے
حضرت خیر البشرؐ نے دیدیے

اس سبب سے یہ ہوئی دلمیں اداس
دوسروں کو مل چکے تھی سو پچاس

یہ تو کہہ سکتے نہ تھے وہ صاف صاف
تب لگے بکنے وہ کچھ لاف و گزاف

جب سنا ختم الرسلؐ نے واقعا
تب علیؑ کو حکم حضرت نے دیا

حکم کی تعمیل ہو میرے ابھی
قطع کرو تم زباں عباس کی

سنتے ہی اٹھے علیؑ مرتضیٰ
ہاتھ پکڑا زور سے عباس کا

لائے باہر اس کو مجمع سے علیؑ
تب کہا عباس نے حق کے ولی

کٹ گئی جس دم زباں پھر کیا رہا
آپ فرمائیں وصی مصطفےٰ

تب دیا حضرت نے اسکو یہ جواب
بڑھ گیا ہے تجکو زیادہ اضطراب

صبر اور تسلیم لازم ہے تجھے
حکم کی تعمیل واجب ہے مجھے

تب یہ گھبرائے کہا میرا قصور
عفو فرما دیجئے مولا ضرور

فعل پر اپنے بہت نادم ہوں میں
آپ کا ادنیٰ سا اک خادم ہوں میں

لے گئے اسجا علیؑ مرتضیٰ
جس جگہ اشتر بندھے تھے اکجا

پھر کہا عباس سے اے بے خبر
مطمئن ہو دھیان تیرا ہے کدھر

حکم ہے ختم الرسلؐ کا یہ سنو
اونٹ اچھے اپنی مرضی کے چنو

لے لو اپنے ہاتھ میں ان کی مہار
سو شتر تک اب تمہیں ہے اختیار

تب کہا عباس نے شیر خدا
آپ ہیں برحق وصی مصطفےٰ

دوسرے کو حکم یہہ ہوتا اگر / کاٹتا میری زباں وہ بے خطر
رازدار احمد مرسل ہیں آپ / آیۂ التطہیر میں شامل ہیں آپ
بس قدر فرمائیں حضرت اسقدر / اونٹ لے لیتا ہوں بے خوف و خطر
تب یہہ فرمایا علی نے ای جری / چاہتا ہے تو اگر مرضی مری
مصلحت جو ہے رسول اللہ کی / ہے وہی مرضی وہی میری خوشی
تھی خوشی حضرت کی جو مدنظر / لے لیے چاروں شتر پھر آن کر
پھر دعا دیتا ہوا وہ اپنے گھر / لے گیا اونٹوں کو اپنے خوش سیر

نقل شکایت سائلاں

نقل اک یہہ بھی مجھے مرغوب ہے / ہے روایت مختصر پر خوب ہے
تھے جو زین العابدینؑ سے امام / عالم و آل النبیؐ ذی احترام
عرض کی لوگوں نے انسے ای جناب / سائلوں کے ہاتھ سے ہیں دل کباب
رات دن نادار و محتاج و گدا / کرتے ہیں عاجز ہمیں بے انتہا
سنکے فرمایا نہ تم ایسا کہو / شکریہ انکا ادا کرتے رہو
ہے شکایت تم نے یہہ بیجا کی / ہیں امور خیر کے باعث وہی

قصہ ولی اللہ

قول ہے اک یہہ ولی اللہ کا / جو کہ ہیں مصروف سنیں اس کو ذرا
بحث ہے منطق سے کچھ ملتی ہوئی / سنکے اسکو خوش ہوں شاید فلسفی
اتفاقاً آئے اک دن مقتدی / خدمت مولا میں پھر یہہ عرض کی
تھا سخی اک شخص اک مرد بخیل / ایک نامی خلق میں تھا اک ذلیل
تھا خزانہ اس سخی کا جسقدر / راہ خالق میں لٹایا مال و زر
تھا جو وہ مرد بخیل زشت خو / جمع کرنے میں تھی جس کو جستجو

چیز اک پیسہ کی وہ لیتا نہ تھا — وہ کبھی سائل کو کچھ دیتا نہ تھا
مر گیا آخر کو وہ سب چھوڑ کر — چل بسا دنیا سے منہ کو موڑ کر
تب کہا حق نے کہ دل سے تم ذرا — اُلٹا ظاہر کر رہے ہو واقعا
جو سخی تھا ساتھ اپنے لے گیا — یہہ کہو اولاد کو کیا دے گیا
جو نہ دے اولاد کو ای خوش صفات — اوس کو کہتے ہو سخی اُلٹی ہی بات
جس کو کہتے ہو بخیل زشتِ خو — وہ سخی تھا اس میں کیا ہے گفتگو
مال کچھ بھی ساتھ اپنے لے گیا — تھا سخی اولاد کو سب دے گیا

قصہ حضرت عیسےٰ

حضرت عیسےٰ کا ہے یہہ واقعا — تھے سفر میں ایک دن وہ با خدا
تھا رفیق پُر ہوس اک ہم سفر — ایک چشمہ پر ہوا اُن کا گزر
الغرض ٹھہرے وہاں وہ ذی وقار — آبِ شیریں تھا مصفا خوش گوار
روٹیاں کل تین اُن کے ساتھ تھیں — ایک ہمراہی کو دی دو بچ رہیں
ایک کھائی دوسری رکھدی جدا — تا ملے وقت ضرورت کچھ غذا
پانی پینے وہ گئے چشمہ کے پاس — چکھ گئے ہمراہی اُس کو بے ہراس
آئے حضرت پوچھا روٹی ہے کہاں — کیا ہوئی تبلائیے اے مہربان
بولے وہ واقف نہیں ہیں زینہار — میں نے دیکھا تھا اُسے وقت شمار
کوچ حضرت نے وہاں سے پھر کیا — ایک جنگل میں گزر جس دم ہوا
فاصلہ پر آئے دو آہو نظر — آپ نے اون کو بلایا جلد تر
ایک کو اون میں سے کر ڈالا حلال — دوسرا واپس گیا زندہ غزال
اُس ذبیحہ کے لگائے پھر کباب — چٹپٹے خوش ذائقہ با آب و تاب
بامزہ خوش ذائقہ اور نرم تھے — بات اک یہہ بھی ہے گرما گرم تھے

بعد کھانے کے دکھایا معجزہ
جس سے ہمراہی ہوا حیرت زدہ

استخواں یکجا ذبیحہ کے کیے
عرض پھر کچھ کر کے [illegible]

قُم بِاِذنِ اللّٰہ حضرت نے کہا
اٹھ گئے مذبوح پھر حضرت نے پوچھا

پوچھا ساتھی سے بتاؤ ماجرا
گردۂ نانِ جویں وہ کیا ہوا

مثلِ سابق کر دیا انکار پھر
چپ رہے حضرت نے کی تکرار پھر

تیسری منزل پہ ٹھہرے جب نبیؑ
مجتمع حضرت نے پھر کچھ خاک کی

ہاتھ اٹھا کر پھر دعا حضرت نے کی
خاک وہ سونے کی ڈھیری ہو گئی

تین حصے اسکے حضرت نے کیے
دیدیا اک اس کو دو باقی رہے

پھر کہا حضرت نے اے مردِ خدا
ایک ان دونوں میں حصہ ہے مرا

دوسرا حصہ ہے اسکا کر یقیں
جس نے کھائی تیسری نانِ جویں

پھر کیا اقرار اس نے بر ملا
روٹی خود کھانے کا قصہ کہدیا

پھر تبسم کر کے حضرت نے کہا
لے لو تینوں حصے اے مردِ خدا

چھوڑ کر تنہا اسے راہی ہوئے
حبِ مال و زر میں یہ بیٹھے رہے

آ گئے اتنے میں دو قزاق بھی
قتل ان کے کرنے کی تدبیر کی

خوف سے اسنے کہا یہ سوچکر
کیوں ہوئے آمادہ میرے قتل پر

کیوں عبث جنگ و جدل آپس میں ہو
تینوں حصوں میں ملا سب بانٹ دو

جب ہوا تقسیم کا جھگڑا تمام
تب گیا ان میں سے اک بہرِ طعام

لایا کھانے میں ملا کر زہر وہ
ہو گیا دونوں کے حصے میں قہر ہو

مشورہ دونوں نے جو ٹھہرا کر لیا
آتے ہی اس کو تہ خنجر کیا

بعد اس کے کھایا دونوں نے طعام
زہر سے قصہ ہوا ان کا تمام

مسیح آنکلے پتا یہ حال تھا
گرد لاشیں بیچ میں سب مال تھا

حرص سے ہر ایک نے جان اپنی دی — الفت زر کا نتیجہ ہے یہی

نصیحت عام

سن سے بھی ہوتا ہے حاصل تجربہ — سیر سے ہوتا ہے کامل تجربہ

ہیں کتب بینی سے اکثر فائدے — چاہیے انسان کچھ کرتا رہے

راحت و آرام سے محنت بغیر — ملک کی گھر بیٹھ کر کرتا ہے سیر

آنکھ سے دیکھے سنے جو کان سے — فرق جو اس میں ہے خود پہچان لے

محنت و تکلیف و غم رنج و تعب — جھیلے سختی آدمی بنتا ہے تب

عقل سے انسان جب لیتا ہی کام — شہرۂ آفاق تب ہوتا ہے نام

عام حالت غور سے دیکھو ذرا — حرص بڑھتی عمر گھٹتی ہے سدا

ہیں بہت کم جہاں میں خودغرضی نہیں — بے غرض والے بھی ملتے ہیں کہیں

ہے وہی انسان جو ہمدرد ہو — رحم میں خلق و کرم میں فرد ہو

ملت و مذہب کے جھگڑے ہیں برے — چاہیے انسان کو اس سے بچے

اسطرح انساں کرے سب میں گذر — جس طرح باہم ملیں شیر و شکر

اسطرح باہم رہیں سب جزو کل — جس طرح رہتے ہیں یکجا خار و گل

غیبت و حرص و ہوس کو چھوڑ دے — سلسلہ دل سے زباں سے توڑ دے

طالب عزت نہ ہو سائل کبھی — ہاتھ ادھر پھیلا ادھر عزت گئی

لفظ جب خواری کا خود موجود ہے — مے کا پینا ہی عبث بے سود ہے

کر دیا شاہوں کو اس نے سرنگوں — چھوڑ دے کبر و تکبر ہے زبوں

جو سخی ہے اس کا نیک انجام ہے — حاتم طائی کا اب تک نام ہے

نام دنیا میں ہے اب تک برقرار — عدل ہے نوشیرواں کا یادگار

آتے ہیں در پر گدا اکثر سبھی — قہر سے سائل کو مت جھڑکو کبھی

عالموں کے پاؤں پر رکھو اپنا سر
محمد سے تا گور حاصل علم کر

چاہتا ہے اپنا گر عزّ و وقار
راز داری کی صفت کر اختیار

صحبت بد سے بچیں اہلِ شعور
اس سے بدنامی ہے دنیا میں ضرور

اِن نصائح پر عمل کر اے عزیز
خوب سب باتیں ہیں کر سن تو تمیز

خاتمہ

ختم کی یہہ میں نے اپنی مثنوی
کچھ دنوں اس شغل سے فرصت ملی

گر زمانے سے ملی فرصت مجھے
موت نے بھی دی اگر مہلت مجھے

بارِ دوم میں لکھوں گا وہ امور
جس سے خوش ہو جائینگے اہلِ شعور

لکھ سکا اس شہر کا کچھ بھی نہ حال
اب ہوا دل میں مرے اسکا خیال

ذکر جو دلچسپ تھا وہ رہ گیا
لکھنا کیا لازم تھا کیا میں لکھ گیا

دو مہینے میں یہہ میں نے مثنوی
تیرہ سو اکتیس ہجری میں لکھی ۱۳۳۱

قطعہ تاریخ

تصنیف مثنوی شاعر خوش بیان فصاحت نشان مولوی سید سردار حسین تخلص مرزا وارفتہ وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد

اردو میں مثنوی یہہ کیا دلستاں لکھی ہے
جس کے ہر ایک مضمون کی زباں پیاری ہے

وارفتہ تم بھی کہدو سن طبع مثنوی کا
یہہ مثنوی ہے چھاپی یا بوستان سعدی ۱۳۳۱

قطعہ تاریخ

طبع مثنوی شاعر نازک خیال و ناظم شیریں مقال مولوی سید امیر حسن صاحب رئیس لکھنؤ متخلص بہ فروغ وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد

مرحبا کیا خوب لکھے واقعات بلگرام
قابل تعریف ہے یہہ نظم دلکشا اے عدیل

تم بھی سالِ طبع میں کہدو یہہ مصرع اے فروغ
مثنوی دلستانِ لاجواب ہے عدیل

قطعہ تاریخ عابد مرزا صاحب لکھنوی ریختی گو متخلص بہ بیگم

مثنوی جب عدیل نے لکھی پا کے مجھسے یہہ کہ گئیں سدھن جو اسکی تاریخ ہے وہی بیگم نے دست بے مثل اپنے مثنوی کہہ دے ۱۳۳۱

نقل چٹھی عالیجناب معلی القاب مظہر برکات مصدر حسنات آنریبل جسٹس مولوی کرامت حسین صاحب سابق جج ہائیکورٹ الہ آباد بنام مصنف۔

جناب والا۔ تسلیم۔ مثنوی دلستان کا دستے شکور ہوں۔ ۲ فروری ۱۹۱۴ء

تقریظ شاعر شیریں مقال ادیب صاحب کمال عالی منزلت والا مرتبت جناب مولوی سید علی حیدر صاحب طباطبائی المتخلص بہ نظم پروفیسر عربی نظام کالج حیدر آباد دکن۔

"مثنوی بلگرام" سے مجھے بہت لطف ملا۔ اس میں اُنہیں لوگوں کی مدح دیکھنے میں آئی جن کی مدح سے دلخوش ہوتا ہے۔ نصائح بھی وہ ہیں جنکی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے سادات بلگرام کی شجاعت و وقار کا یہ افسانہ کہ مُرشد آباد میں سات سو سید تھے۔ نواب کی حمایت میں سب کے سب لڑ بھڑ کر مر گئے۔ بیوہ سیدانیوں کی نتھوں سے دو ٹوکرے بھر گئے۔ ہے تو مختصر مگر درد انگیز ہے۔ سکندر کی ایک زاہد پیر سے ملاقات اور باہم حرف و حکایت نہایت عبرت خیز ہے۔ بخیل کی نقل بہت ہی بامزہ اور سب سے زیادہ عجیب حضرت عیسیٰ کا معجزہ ہے جس پر اہل انجیل رشک کریں تو بجا ہے ایک مقام پر یہ مصرعہ "کی اطاعت خواہش ناپاک کی" نہایت بلیغ لکھا ہے۔ حکایت دلستان بہ عنوان فائق و بیان لائق رفیع دودمان سید والا شان جناب میر وارث حسین صاحب کی نتائج افکار سے ہیں۔

تقریظ شاعر شیریں بیان مورخ نکتہ دان از نتیجہ فکر گہر سلک جناب مولوی حافظ سید عبد الجلیل صاحب بلگرامی ساکن مارہرہ۔

دلستان مثنوی عدیل و کیل	چو فرستادہ تحفہ جلیل
اولاً شکریہ ادا بکنیم ۱۳۳۱ھ	ثانیاً حرف دیگر آئے بزم ۱۳۳۲ھ
غائبانہ مرا نمودی یاد	حق تعالے ترا نماید شاد
تحفہ خود مرا فرستادہ	موقع شکریہ بمن دادی
بلگرام است اصل ما و شما	گو کہ افتادہ فصل ما و شما

هر دو شاخ زیک شجر هستیم — لیک فی الوقت زان بدر جستیم
من و تو هر دو خواجه تاشانیم — گرچه بالفعل دور از آنیم
مثنوی بالتمام من دیدم — گل خوبی و خیر می چیدم
بارک الله خوب تر گفتی — حق بود آنکه تو گهر سفتی
از حکایات موعظت آمیز — در قصص آنکه هست عبرت خیز
خوب و دلچسپ گفته گفتار — ناصحانه تو رفته رفتار
غافلان را نموده هشیار — عاقلان را تو داده تذکار
شدش آنکه گرنجا نه کس است — بهره تنبیه او اشاره بس است
عامل آن شوند اهل جهان — اجر یابی ز تو درگه منان
بنده شاعر نیم شنو ای دوست — در کلامم نه رنگ هست نه بوست
واقعات ضروریه ساده — خالی از عشق و ساغر و باده
گاه گاهی بنظم می آرم — مادرش نه هیچ بنگارم
نه غزل نی قصیده می گویم — من ره واقعات می پویم
نه تصنع شعار من باشد — نه تخیل نگار من باشد
بطریق نمونه از خروار — هدیه نو کنم خبر نزار
بنگری حال شاعری مرا — نه تکلف بود دران اصلا
محض تاریخ شد شعار مرا — از تغزل وغیره عار مرا
اختصار ار نوشتم این اشعار — برسید کتاب هست اشعار
حالیا نظم ختم سازم جلیل — کن روانه بسوی عدیل جلیل
سال تصنیف و سال هدیه را — شعر اول ملاحظه فرما
نیز تاریخ هدیه است سرودست — وه عدیم المثال مثنوی است

۱۳۲۴ھ

اطلاع

یہ مثنوی بلحاظ اپنے اخلاقی مضامین کے نہایت بے عدیل و دلپذیر ہے خصوصاً لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے اس کا پڑھنا بہت ضرور ہے تاکہ اُن کی اخلاقی حالت پر اس کا عمدہ اثر پڑے۔

حسب ذیل مقامات سے مل سکتی ہے۔

مطبع انوار الاسلام کوٹلہ اکبر جاہ - مکان مولوی سید زوار حسین صاحب وکیل درجۂ اول ملحق مسجد ٹیپو خان محاذی ڈیوڑھی نواب سالار جنگ بہادر۔

مصنف سے خط و کتابت اگر کی جائے تو حسب ذیل پتہ ہے:۔

حسینی محلہ مکان نمبر ۲۸۳۶ - سید وارث حسین صاحب وکیل۔

قیمت ۸/ محصول بذمۂ خریدار مرسلہ [illegible] عـ۳ - امرا و [illegible]

[illegible]

المشتہر

سید حیدر رضا منیجر مطبع - ۲۰ اسفندار ۱۳۲۳ ف

کوٹلہ اکبر جاہ حیدرآباد دکن

1916